اوم

जीवनचरित्र

یعنی

سوانح حیات روپہ بھوانی

المعروف

شری الک صاحبہ

سموت ۱۹۹۳

در مطبع مرکنٹائل پریس سرینگر چھپا

قیمت

شری کرشنائے نمہ

بھگتوں کو آس ہے فقط تیرے در سے ہے
... اُن کو ... سے مطلب نہ پر ہے ہے
نہ نسیم ... گُن ...
... بھگتوں کی دھن اُنہیں جان و جگر سے ہے
... کشن دینا ناتھ جی مجھ پر دیا کرو
درشن دیا کرو سوامی ہم پر کرپا کرو

ارجن کو اپنی لُطف سے دکھلا دیا جمال
اگیان دُور کر دیا تو نے کیا کمال
دیدار دلپذیر سے اُسکو کیا نہال!
بارے غریب کا ذرا کچھ پوچھ آکے حال
شری کرشن دینا ناتھ جی مجھ پر دیا کرو
درشن دیا کرو سوامی ہم پر کرپا کرو

اوم

دیباچہ

پیشتر اس کے کہ نفس مضمون کی طرف رجوع لایا جائے - یہ ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ وادئ کشمیر کے متعلق بھی چند سطور رقم کی جائیں - کیونکہ جب تک اس پوتر بھومی کے مختصر حالات سے ناظرین کو آگاہ نہ کیا جائے - تب تک مضمون کا سلسلہ قایم رہنا قرین محالات سے ہے -

پراچین کال سے یہ بات چلی آئی ہے - کہ کشمیر کا نام کشپ سر (کشپ رشی کی جائے رہایش) تھا - کشمیر منڈل ہی مرغزاروں اور پھلواڑوں کی بہتایت ہے - ان مرغزاروں کا ہر گوشہ چشموں اور ندی نالوں سے سیراب ہے - اگر سچ پوچھا جائے - تو وادئ کشمیر دنیا کے پردے پر صحت یابی حاصل کرنے کا ایک نایاب نسخہ ہے - بقول شاعر ہے ؎

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید　　گر مرغ کباب است با پر و بال بر آید

کشمیر جنت بے نظیر ہے - یہ تو ایک عام کہاوت ہے قبل از مسلم حکومت کے کشمیر میں ہندوؤں کا ستارہ اقبالمندی عروج پر تھا - اس چھوٹی سی وادی کے ہر سمت میں اوتم استھاپن اور تیرتھوں کی فراوانی تھی - یہی وجہ ہے - کہ یہاں بہت سے عابد اور رشی گذرے ہیں - جن کے کمال کی شہرت بہ آکاش و عرش عظیم تک پہونچی ہے :

Rughnath Dhar Safrugar 8192

تمہید

ہر ایک تیرتھ پر کبھی نہ کبھی مرتاض سادھوؤں نے اپنی ریاضت کے ایام ضرور گذارے ہیں - یہ ایک حقیقت ہے - کہ کشمیر سادھوؤں کی مادر مہربان رہا ہے - جسکی گود میں نامی گرامی سادھوؤں نے پرورش پاکر چہار دانگ عالم میں اپنی ریاضت اور روحانی عظمت کے ڈنکے بجا دئے ہیں - ۱؎ کھیر بھوانی میں پنڈت شام سندر کول صاحب - کھریو میں شری للیتا شوری صاحبہ (لل عارفہ) ۲؎ ترہ سندھیا راہ ل گنڈ میں پنڈت مرزا کاک صاحب - رینی میں پنڈت نند کاک صاحب (عرف پرمانند) - چکریشور ہاری پربت میں پنڈت کرشنہ جو کار صاحب و پنڈت رشی پیر صاحب وغیرہ - ایسے عابد اور مرتاض جلوہ گر ہوئے - جن کے جیون چرتر اور نمونہ کلام سے ہندو عوام بالخصوص اور دیگر باشندگان کشمیر بالعموم روشناس ہیں - انہی قابل فخر ہستیوں کیطرح کشمیر میں ایک نامی گرامی مرتاض پنڈت مادھو جو در بھی ہو گذرے - ان کا جیون چرتر ابھی تک پبلک کی نظروں سے اوجھل تھا - حالانکہ آپ کی گھور تپسیا کا آپ کو یہ پھل ملا - کہ جگت امبا کو خود ان کے ہاں جنم لینا پڑا - اور سنسار میں شری الک صاحبہ کے نام سے موسوم ہو کر عقیدتمندوں کو اپنی جلوہ آرائیوں سے کرتارتھ کیا - لیکن یہ امر بے حد افسوسناک ہے - کہ آج تک کسی ایک بھی عقیدتمند کو بھگوان نے اتنی توفیق عطا نہ کی - کہ وہ شری الک صاحبہ کے ٹرسٹ (Trust) کے قایم ہونے پر خاکسار کو شوق دامنگیر ہوا - کہ شری بھوانی کے سوانح حیات کو منصۂ شہود پر لایا جائے - نیاز مند کو کافی کاوشوں کے بعد ایک فارسی منظوم دستی نسخہ مصنفہ پنڈت سمسار چند مرحوم بہ تخلص کامران جسکی نقل بذریعہ

پنڈت کرشنہ جو در ممبر ٹرسٹ حاصل ہوئی - حسب لیاقت جسکا ترجمہ مع دیگر
ایزادیوں کے شری الک صاحبہ کے عقیدتمندوں کے لئے ان سطور میں درج کیا جاتا
ہے - امید کیجاتی ہے - کہ ناظرین با تمکین خاکسار کے ارمغان عقیدت کا جسے "سوانح
عمری شری الک صاحبہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے" - دلچسپی سے مطالعہ کریں گے
معتقدان شری الک صاحبہ جی سے توقع کیجاتی ہے - کہ وہ جہاں اس کتاب
کا خود مطالعہ کرینگے - وہاں اپنے دوستوں عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی شری الک
ایشری صاحبہ کے سوانح حیات کا مطالعہ کرنے کے لئے پریرت کریں گے - ایسا کرنے
سے جہاں وہ اپنی عقیدت کا بدیہی ثبوت پیش کریں گے - وہاں نیازمند مصنف کی بھی
حوصلہ افزائی بھی ہوگی - نیازمند نے متعدد اوراق پریشان کو جمع کر کے انہیں اپنی ٹوٹی
پھوٹی زبان میں یہاں درج کر دیا ہے - اس لئے زباندان ہمیں معاف رکھیں - اگر
اس میں کچھ علمی نقائص موجود ہوں - نیازمند نہ ہی کوئی مصنف ہے - اور نہ ہی کوئی
زباندان - البتہ خاکسار شری الک صاحبہ کا ایک ناچیز خادم ہے - اپنی ٹوٹی شردھا
کے بھاون نیازمند کو یہ تُچھک ہدیہ ناظرین کرنے کی جرات ہوئی ہے -

ورنہ ہمیں آنم - کہ من دانم

خاکسار - ادنے اسیوک
منشی روگھناتھ در ممبر ٹرسٹ

ॐ
पं मादपजोदर
रुप भवानी

شری گنیشائے نمہ

پرنمم گنپت گنیشور کو نمسکار
تم کوٹی دیوتاؤں کا یہ سردار
بظاہر شکل وصورت سونڈ آکار
ہر صورت یہی چتن سکھم روپ
سری سوامی جی اب مجھ پر دیا کر
وگن ہرتا سدھی داتیا ہر کار
جگت روپی چراچر کا یہ آدھار
حقیقت میں سنسکرت کا یہ اومکار
جھلک اسکی نہیں ہے تا فلک دھوپ
کہ ہو پوران خیال خاص دلبر

ظہور شری الک صاحب

بھگت مشہور متھانی خاندان در
باسم خاص مادھو در بہ کروفر
ہتی پیز کرم کو جانتا تھا ہری کو وہ
بہ دھرم وکرم میں مشہور تھا وہ

تقریباً تین سو سال کی بات ہے - یعنی خاندان مغلیہ کے عہد میں کشمیر ایک مسلم گورنر کے ماتحت تھا - اس زمانے میں پنڈت مادھو در ایک مشہور تاجر گذرے ہیں - وہ ہمیشہ بطواف کوہ ہری پربت جایا کرتے تھے - پہلے درجے کے گرہستی سادھو تصور کئے جاتے تھے - بارگاہ الٰہی میں آپ کی عبادت قبول ہوئی - چنانچہ ایک روز جب پو پھٹے آپ پریم کے آنسوؤں بہانے میں مستغرق تھے - آپ کو یکایک دیوی کے درشن ہوئے - ساکشات دیوی کو اپنے سامنے دیکھ کر آپ خود کو بھول گئے - اور اس عالم نورانی میں پنڈت جی کی مسرت کی حد نہ رہی - دریا میں مستغرق ہوئے - آخر جگت امبا نے بچہ کر پاسے اسکی طرف مخاطب ہوکر یوں گوہر افشانی کی -

شری الیشوری - گفتش ای دلپذیر بخواہ آنچہ داری مراد ضمیر

برین طاعتِ تو شدم شاد تر | بو ہیرا نہ باشی تو آباد تر !

مطلب یہ کہ اے دلپذیر تمہاری اس عبادت سے میں بہت خوش ہوئی ہوں ۔ تو اپنی دلی مراد ظاہر کر ۔ یہ سنکر پنڈت جی کو کچھ ہوش آئے ۔ اور دیوی کی تعظیم بجا لائے ۔

ادب سے الیشوری کو سر جُھکا کر	زباں اسطرح کھولی پھر تو تا پر
جگت جننی کہ ہے ماتا بھوانی	اگر مجھ پر تیری ہے مہربانی
میری دختر تو ہو اب آشکارا	کھلیگا میرے دل کا باغ سارا

دیوی نے ایوستت एवमस्तु کہکر یوں دُرفشانی کی :-

میری بارگاہ میں تیری التماس	قبول اب ہوئی سُن کر اے حق شناس
تری ماں میں ہو جاؤں کنیا سروپ	جگت میں رہیں گے چرتر انوپ
دکھو نام میرا بدور زماں	کہ رو پہ بھوانی یا سنہم گراں
نہاں سے کہ ہو جاؤں اب میں عیاں	رہوں تا بصد سال اندر جہاں

یہ کہکر سری الیشوری اور نشٹ ہو گئی ۔ پنڈت جی یہ اچنبھا دیکھ کر بہت حیران ہوئے ۔ اور خوشی کے مارے جاموں میں پھولے نہ سمائے ۔ اُس دھیان کو دل میں لیکر اپنے گھر روانہ ہوئے ۔ مدت مقررہ کے بعد ان کے ہاں ایک حسین و جمیل لڑکی چودھویں چاند کیطرح کمال آب و تاب سے جلوہ آرا ہوئیں :-

سنہ پیدائش

ہو سنہ سولہ سو اکاسی لب بال ۱۶۸۱	کہ ظاہر ہوئی ماہ فرخندہ خال
چمکنے لگا خاندان زداں	ہوئے شادماں سارے خورد و کلاں
مبارک ہو پر بحت ماد ھو دری	کہ دختر ہوئی شارسکا الیثوری

جات کرن نام کرن سنسکار!

اب پنڈت جی کے گھر شادیانے بجنے لگے - خوشحالی و شادمانی کا دور دورہ رہا -
ہر دن عید اور ہر شب شب برات کا منظر پیش کرتی تھی - پنڈت جی نے تجوریوں کے منہ
کھولے - اور غربا و مساکین میں خیرات تقسیم کی - ایک روز ساعت سعید پر دختر نیک اختر کا
جات کرن و نام کرن سنسکار بموجب شاستر تبرک و احتشام سے انجام لایا - اور روپ
بھوانی آپ کا اسم مبارک قرار دیا گیا - انکا جسم مبارک نقطۂ نور سے کم نہ تھا مثل ہلال کے
بڑھتی جاتی تھی - بوڑھے ماں باپ اور تمام خاندان انکو دیکھ کر اپنے جیون کو سپھل مانتے
تھے - ان کا دنیاوی رتبہ اور اقبال بڑھتا گیا پنچ توی شلوک - سنسکرت :-
رموہ دنیدرہ کد لود یہ بود ہا سمبہہ) کے ان کا عالم طفولیت گویا فکر و غم کے ہاتھی کیلئے مجسم شیر تھا

تین سال کی عمر میں معجزہ

ان کے نت نئے کھیل اور توتلی زبان منوہر ہوتی تھی - والدین اور خویش و بیگانہ کے
پژمردہ دلوں کو شگفتہ کرنے کی موجب بنتی تھی -

شری شمبھو مہاراج کے درشن :- جب تیسرے سال میں مبارک شیو راتری کا مہوتسو
قریب آیا - تو سری الک صاحبہ نے اپنے ماں باپ سے پوچھا - آجکل یہ صفائی وغیرہ
کیوں ہو رہی ہے - ہر طرف لوگ خوشیاں مناتے نظر آتے ہیں - اسکا کیا باعث ہے -
پتا جی بولے - یہ شیو راتری کے دن ہیں - کل رات کو پوجا انجام دینی ہے - ظاہری
طور اسکا مطلب بھی سمجھایا - لڑکی سنکر خاموش - دوسرے روز جب پوجا کی گئی -
بھینٹ چڑھانے کا اوسر پہنچا - تو سری مہاراج بمعہ اپنے بیتال بھیرو ہاتھ بڑھاتے
ہوئے پرتکش ظاہر ہوئے - گھر میں اجالا ہی اجالا ہو گیا - یہ اچنبھا دیکھ کر ان کے پتا جی

عالم مسرت میں لوٹنے لگے۔ اور اپنے کو سراہنے لگے کہتے ہیں۔ کہ پوجاری تو پہلے درشن سے محروم رہا۔ بعد میں حجمان کی مہربانی سے فیضیاب ہوا ؛

پانچویں سال کا معجزہ

ایام طفولیت کی بیشمار منوہر داستانیں اگر بالتشریح سلسلہ وار درج کیجائیں۔ تو دفتروں کی ضرورت ہے۔ تاہم نمونہ کے طور پر چند ایک ادنےٰ کرشمے بھگتوں کی پیاس بجھانے کے لئے درج کئے جانے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔

پیر پنڈت صاحب رلیشیر سے ملاقات

پیر پنڈت صاحب کی داستان عبادت اور ان کے کشف و کمالات سے ہر فرد بشر کیا ہندو کیا مسلمان بخوبی واقف ہے۔ پھر بھی ناظرین بانکین کے لئے چند واقعات حوالہ قلم کئے جاتے ہیں۔ پنڈت صاحب ملّا آخون ... کے ہمعصر تھے۔ ایام طفولیت میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بیوہ ماں نے پرورش کی۔ بچپن سے ایشور بھگتی میں مگن رہنے لگے۔ جوانی میں ایسی کٹھن تپسیا کی۔ یعنی بارہ ۱۲ سال پیروں سے چلنے کی بجائے گھٹنوں کے بل چلکر ہاری پربت کا طواف کرتے رہے۔ جس کے بعد آپ کو سپتکیشیں دیوی کا درشن حاصل ہوا۔ اور ان کے حکم سے اوتم سروپ پنڈت کرشنہ جو کہ جوان دنوں ایک مستور عارف شمار کئے جاتے تھے۔ کو گرو دھارن کیا۔ بعد میں پیر صاحب نے گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور اپنی کٹیا واقع عالیکدل میں تپسیا شروع کی۔ اور اسقدر کمال حاصل کیا۔ کہ سب سے گوئے سبقت لے گئے۔ اور درویشوں سے زرنیانہ

لینا شروع کیا۔ ان کے معجزے اور کشف و کمالات کا ہر کوئی شخص قائل ہوا۔ انہوں
نے ماہ بیساکھ میں زرنباز لینے کا دن رسری پنچمی مقرر کیا تھا۔ ایک دن شری الک صاحبہ
نے باپ سے دریافت کیا۔ کہ آج سب لوگ خورد و کلاں کہاں جاتے ہیں۔ باپ نے
مفصل بیان کیا۔ اور اس لڑکی کو بھی بذریعہ خاص خادم روانہ کیا۔ پیر صاحب چاول کے
پھول بطور نویاد تقسیم کرتے تھے۔ کچھ پھول اس لڑکی کو بھی دیدئے گئے۔ لڑکی بے تحاشا
بزبان کشمیری بولی۔ کہ "چھرا پیئے یہ ہوناو جن گئی۔ آخر دراک لایہ گرو"۔ یہ سنکر پیر صاحب
کے ہوش اڑ گئے۔ بوالپسی بزبان کشمیری جواب دیا۔ کہ "زہ منڈ آسہہ تی ٹشوش"۔ جب
غور سے دیکھا۔ تو نادم ہو کر چپ ہوئے۔ اور آہستہ بولے۔ خیر یہ دیوی کی اچھا تھی۔

بھوانی صاحبہ کی شادی

جوں جوں لڑکی بالغ ہوتی جاتی تھی۔ توں توں اسکی صورت اور سیرت دونوں
ارباب نظر کے لئے سامان کشش پیدا کرتی گئیں۔ ان دنوں صغرسنی کی شادی عام تھی۔
لڑکی سات سال کی ہوئی۔ پتاجی کو سخن ہندی کی فکر دامنگیر ہوئی۔ بہت کوشش کی۔ مگر
بے سود۔ آخر الک صاحبہ سے ہی اس کے متعلق پرارتھنا کی۔ انہی کے اشارے سے ایک
سفری محلہ میں۔ سفری خاندان میں انکی نسبت قرار دی گئی۔ کار خیر کا انتظام ہونے لگا۔ یہ
شادی بڑے پریم اور خاندانی شان سے انجام لایا گیا۔ اس کی تفصیل دینا باعث طوالت
ہے۔ افسوس سفری خاندان کا نام نہ تحریری ملتا ہے۔ نہ زبانی کسی کو یاد ہے۔
(مصنف)

ساس کا حسد۔ تیسرا معجزہ۔

قدرت کا کھیل۔ اسکی ساس اصلی راز سے ناآشنا تھی۔ اتفاقاً کسی روز میکے سے ایک دیگچہ گھی

تبرک کے طور پر موصول ہوا۔ اسکی خوشدامن کو کھیر کی مقدار کم ہونے کے باعث
اسے تقسیم کرنے میں شرم محسوس ہوئی۔ بار بار جلی کٹی سنائی گئی۔ [جیسا کہ ہماری اکثر ساسوں
کا شیوہ ہے۔]

اقتباس تقریر

نہ دیکھا اُن کا دیکھا بجز کر و فر ۔ نہیں رہتے رسم جہاں در نظر
کیا خب کہ یوں گفتگو پُر ملال ۔ ہوا رنج دل تا بہ آذر ہلال!

خوشدامن کی ناخوشگوار تقریر پر بھوانی بہت ناراض ہوئی۔ اور مجبور ہو کر ماتاجی
سے یوں پرارتھنا کی۔ سہ نور کھ جیں بے آبرو نہ کرائے ہو۔ کہ بہتر نہ ہوگا تیری گفتگو۔
اور کہا۔ کہ یہ میری رومال دیگچہ پر رکھ کر کھیر تقسیم کیجائے۔ چنانچہ ساس نے ایسا ہی کیا۔
جملہ اعزا و اقارب خاص و عام میں کھیر تقسیم کی۔ تقسیم کر چکنے کے بعد دیکھا تو برتن بھرا
ہوا ہے۔ پھر اسے بے پابندی سے بانٹنے لگی۔ مگر دیگچہ نہ خالی ہونا تھا نہ ہوا۔ آخر تھک
کر ہار مانی۔ اور بہو کے متعلق قسم قسم کے شبہات کو دل میں جگہ دینی شروع کی۔ چنانچہ
اپنی اُدھیڑ بن میں اُسے کھیر میں سے خود کچھ کھانا بھی یاد نہ رہا۔ بد قسمت۔
شری بھوانی نے خود دیکھا۔ اور رومال واپس لی۔ رومال اُٹھاتے ہی برتن خالی
ہوا۔ خوشدامن یہ دیکھ کر اور بھی حیران رہی ؏

چوتھا معجزہ

جب بھوانی نے اس برتن کے بھیجنے کا انتظام نہ دیکھا۔ تو دوسری صبح خود
وتستا پر چلی گئی۔ اور اس دیگچہ پر پانی سے کچھ حروف لکھ کر دئے۔ ہو کل دریا کے حوالہ
کیا۔ اور یہ ہدایت دی۔ کہ پنڈت مادہو جو صاحب کے گھاٹ ریارہ بل پہنچا دینا۔ جہاں
وہ سندھیا کرتے ہونگے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ پنڈت صاحب سندھیا کر چکے تھے۔

تو دیکھا ۔ کہ دیگچہ بارہ بل کیطرف آرہا ہے ۔ پہچان لیا ۔ مگر حیران ہوئے ۔ دیگچہ پکڑ لیا ۔
اسمیں تھوڑی کھیر نوید کے لئے سوجودرکھی گئی تھی ۔ بڑی پریم سے نوید کرکے برتن لے آئے ۔
اس واقعہ سے اُسکی ساس کے دل میں اور بھی جلن پیدا ہوئی ۔ اور بچینال خود ان معجزوں
کو سوائے سحر سازی کے اور کچھ تصور نہ کرسکی ۔

بھوانی کا میکے جانا

کچھ مدت کے بعد جب بھوانی باپ کے ہاں چلی گئی ۔ اگرچہ
باپ اُسکو چودھویں چاند سے بڑھ کر مانا کرتا تھا ۔ اول
پُرسی کے بعد اسطرح دیگچہ بھیجکر انکشاف راز کے ارتکاب پر نادم ہو گئے ۔ بھوانی
نے جواباً سارا حال کہہ سُنایا ۔ اور ساس کی بدزبانی کا ماجرا ہوبہو بیان کرتے ہوئے
آئندہ اس قسم کی کارروائی سے باز رہنے کا یقین دلایا ۔ چنانچہ پنڈت جی جوابیہ سُنکر
خاموش ہو گئے ۔

پانچواں معجزہ

خاندان سیریاں کا کل پروہت سرگباش ہوا تھا کسی خاص
روز اسکا بیٹا اپنے باپ کے عوض انصرام فرائض کے لئے ہی ان
کے ہاں آیا ۔ لڑکا ہٹا کٹا نوجوان تھا ۔ مگر علم و ہنر سے بے بہرہ تھا ۔ بوجہ روز کلاں کے
کئی اور بھی برہمن مدعو ہوئے تھے ۔ جنہوں نے اس لڑکے کی خوب ہی ہنسی اڑائی
لڑکا شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا ۔ آنسو ڈبڈبا آئے ۔ اور بغیر بھوجن کئے ہی
بھاگ نکل آیا ۔ مگر واہ رے قسمت اصحن میں ہی شری بھوانی سے دوچار ہوا ۔
جنہوں نے اُسکی ایسی دردشا دیکھ کر استفسار کیا ۔ مگر جواب بغیر خاموشی اور
آنسو بہانے کے اور کچھ نہ ملا ۔ بھوانی کے اصرار پر گروجی نے سارا ماجرا بیان کیا
بھوانی نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ۔ آپ فوراً اشنان کر کے آجاویں ۔ اور یہاں

کھرکا ہی نوید کریں۔ تو بیشک آپ واچسپتی کے سمان بن جاینگے"۔ برہمن دیوتا نے ایسا ہی کیا۔ اتک صاحبہ کے کرپا سے وہ ایک ویدشاستر دان۔ عالم پنڈت ہوگیا۔ علاوہ اس کے علم نجوم میں بھی مشہور زمان ہوگیا۔

شعر:۔ ہوا علم تنجیم میں نامدار — بھوانی ہوئی رہبر برگ و بار

یہ سب دیکھ کر وہ سب برہمن منہ تکتے رہ گئے۔ اور سری بھوانی کی مہانتا پیر اٹھنے لگے:

خسر خانہ کی خدمتگزاری اور اسکا صلہ

گذرانا اسقدر عرصہ بخاطر خاص خوشدامن :: بیا ایستادہ بسیوا ہیں بمثل واس خوشدامن

بھوانی نے ساس اور اہل خسر خانہ کی سیوا میں تقریباً پانچ سال گذارے۔ ان کی عظمت مہانتا اور معجزوں کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیل گیا۔ برہمن لڑکے کی ہنرمندی کا محیر العقول واقعہ جہاں شری اتک صاحبہ الیشری کی شہرت میں چار چاند لگانے کا موجب ہوا۔ وہاں انکی ساس کی جلن میں اضافہ کرنیکا بھی باعث ہوا۔ اگرچہ شری دیوی جی ساس کو خوش رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی تھیں۔ لیکن ساس تھی۔ کہ اسکی حسد کی آگ تیز ہوتی گئی۔ بقول شاعر:۔

بہ تعظیم خوشدامن بے نصیب — بہر دم بخاطر نوازی قریب

شب و روز در بند فرمان او — بدل بود دل جوئے او موبمو

جو لل الیشری بود فرمان گذار — بخوشدامن خویش خویش و تبار

اذو یوگیاں را بود رہبری — کہ نور تجلی بذات پری

زمین باد بر ذات او صد ہزار — ممنکار ہا دست بستہ نثار

بھوانی کا ہاری پربت جانا اور اُسکا انکشاف

قضا چوں شود برخلافِ مراد　　کہ بر تشنہ دریا شود نامُراد

چونکہ شری الک صاحبہ علی الصُبح حسب دستور ہمراہ دیگر مستورات محلہ بطواف ہری کوہ جایا کرتی تھیں۔ وہاں پہنچکر مثل عوام پوجا وغیرہ کیا کرتی تھیں۔ بقول شاعر:۔ مصداق ادھیائے سوم شری گیتا شلوک نمبر ۲۱ ۔

यद्यदाचरति श्रेष्ठस्तत्तदेवेतरो जनः।
स यत्प्रमाणं कुरुते लोकस्तदनुवर्तते॥२१॥

پرستش نمودے کہ چوں دیگراں　　پے ظاہری کارگاہِ جہاں
کہ تا ہر یکے میل طاعت کند　　بطاعت قبول سعادت کند

اسیطرح سالہا گذر چکے تھے۔ اتفاقاً ایک روز اسکی ساس کو ہاری پربت جانیکا راز معلوم ہوا۔ اس خبر نے اسکے زخموں میں نمک پاشی کی۔ مکر و فریب کا عجیب و غریب مسودہ بنا کر اپنے معصوم لڑکے کو پٹی پڑھانی شروع کی۔ اور اُسے اپنی بیوی سے بدظن اور بددل کرنے میں کامیاب ہوئی۔ وہ بچارا ماں کے مکر و فریب سے بے خبر تھا۔ چنانچہ عدم واقفیت کے باعث سے اپنی رفیقہ حیات سے بدظن ہوا۔ اور اگلے روز جب شری دیوی جی ہاری پربت کے طواف کو گھر سے روانہ ہوئیں۔ تو اُن کا پتی دیو بھی خفیہ پولیس کے کارندوں کیطرح ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ شری الک صاحبہ بہمراہ دیگر مستورات ہاری پربت روانہ ہوئیں۔ اور پیکرم کرتے کرتے کچھری بل پہونچگئی۔ روشن ضمیر بھوانی کو معلوم تھا پیچھے جو مڑ کر دیکھا۔ تو

پورن ماور کو حاضر پایا - اتنے میں بھوانی نے شکتی سے ایک لمبا چوڑا دریا پیدا کیا - اور ایک شیر دہاڑتا ہوا موجود ہوا - آپ اسپر سوار ہو گئیں - اور سوامی جی سے یوں مخاطب ہو کر پرارتھنا کی - کہ آپ بھی اسپر براجیے - تاکہ دونوں دریا پار اتریں مگر سوامی کے دل پر ماں کی سیاہ دلی کا عکس لگ چکا تھا - تعمیل سے انکاری ہوا - بھوانی پھر بولیں - کہ اس نادر موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیے - خیر اس کے ساتھ یہی تلقین کی - کہ اس راز سے اپنی ماور مہربان کو آگاہ نہ کرنا چاہیے - انکشاف حقیقت باعث زوال ہوگا - وہ بدنصیب بوالہوس یوں جواب دہ ہوا - کہ مجھے ماں نے تمہاری اس سحر سازی سے پہلے ہی آگاہ کیا تھا - اب بچشم خود دیکھا - ماں سے کہنے کے بغیر نہ رہونگا - یہ کہکر جب اس نے گردن اوپر کی - نہ تو شیر تھا - نہ پانی - حیران ہوا - اور گھر کا رخ کیا - آہ! وہ قسمت کا مارا - گھر پہونچکر اس نے ماں سے تمام روئیداد صاف صاف کہدیا - اتنے میں اسکی ماں نے اس معصوم اور پاکیزہ دیوی کی نسبت حسد اور مکر کا جال پھیلا کر منصوبے باندھنے شروع کئے - محلے کی عورتیں جمع ہو گئیں - اتنے میں بھوانی بھی پہونچ گئی - جب اس نے اپنی ساس کے مکر و فریب کا پھیلاؤ دیکھا - تو خاموش ہو گئیں - مگر کہاں تک خاموش رہتی - ساس کے غیر موزون الفاظ سنکر بھوانی کو غصہ آ ہی گیا - چنانچہ آپنے سسرو خاندان کو بد دعائیں دیں - اور آپ پدر خانہ روانہ ہوئیں - جہاں سے آپ کبھی واپس سسرال نہ آئیں :-

بھوانی کا ترک دنیا کرنا

قلم گوید بھوانی پائے بر فرق جہاں چوں زد ٭ ندو الدیانت در رہ رہبری ہمیو دشت و در
اگرچہ بھوانی گہرے سوچ میں رہتی تھی ۔ ان کے والد بزرگوار نیڈت مادھو جو دتہ
جو راز ازل سے آشنا تھے انہوں نے اپنی نور چشمی (بھوانی) سے اس بے مطلب آمد کا باعث پوچھا
بھوانی نے تمام ماجرا سرتاپا مفصل طور بیان کیا ۔ اور حقیقی راز کیطرف بھی اشارہ
کردیا ۔ اور تارک الدنیا ہونا بھی یوں ظاہر کیا ۔ نظم :

کنوں حرف طاعت بدنیا شوم ٭ قدم در رہ بے نیازی نہم

یعنی پدر مہربان سے پرارتھنا کی ۔ کہ کرپا کر کے راہ حقیقی میں رہنمائی فرماویں ۔ پتاجی یہ سنکر
شاد تو ہوئے ۔ مگر ساتھ ہی جگر گوشہ کی جدائی کے خیال سے کلیجہ مسوس کر رہ گئے ۔ مگر
اب کیا ہوتا ۔ وعدے دے چکے تھے ۔ آپ نے مختصر الفاظ میں پتری کو اپدیش دیا جس کے
بعد بھوانی نے باپ کے گھر میں رہکر تپسیا شروع کی ۔ گھر کے سب خورد و کلاں آپ کی
سیوا میں نت پر رہے ۔ یہاں انہوں نے ۱۲ سال گذارے ۔ ان ایام میں در خاندان
کا ستارہ روز افزوں چمکنے لگا :

باپ کا گھر ترک کر دینا: ۔ بھوانی لیل و نہار اپنے کام میں مشغول رہا کرتی تھی
اتفاقاً کسی روز گھر کی کوئی عورت بہت سویرے
جاگی ۔ اور بھوانی کے کمرے سے سینکڑوں چراغوں کی روشنی باہر نکلتے دیکھی ۔ اسے
آگ تصور کرتی ہوئی اس کے منہ سے "آگ آگ" نکلا ۔ چنانچہ دروازہ کھولا گیا ۔ مگر
وہاں نہ روشنی تھی ۔ نہ آگ ۔ عورت شرمندہ ہو کر سہم ہی گئی ۔ بیوقت دروازہ
واکرنے سے انکشاف راز ہوا ۔ روشنی کیا تھی ۔ عرفان کا نور چمک رہا تھا تپوبل کی

اگنی جل رہی تھی - روحانی عظمت کا سورج آب و تاب سے ضو پاشی کر رہا تھا - جسے وہی اگ ہی سمجھ سکتے ہیں - جنہیں بھگوان نے اسرار نہانی کو سمجھنے کی توفیق دی ہو - اگلے روز اس کمرے میں بغیر کھپہ اور جٹا کے کچھ بھی نہ پایا گیا - پتاجی اور اہل خانہ بہت پچھتائے - ہر طرف تلاش ہوئی - آخر کچھ مدت کے بعد بمقام اونتہ شش متصل منگام پتہ چلا - یہاں پر ایک روایت یہ بھی ہے - کہ بھوانی کے بلا اجازت گھر چھوٹنے پر باپ نے فاقہ کشی کی - چنانچہ بھوانی نے پتا کو سپنے میں درشن دیا - اور اپنا مقام بتایا - ان کے پتاجی وہاں درشن کو چلے - الکی صاحبہ کو لباس فقیرانہ میں موجود پایا - جوکہ انہوں نے تارک الدنیا ہونے پر زیب تن کیا تھا - وہاں انہوں نے خورد و نوشی کا انتظام کیا - مگر انہوں نے گوشہ نشینی کے سوا کچھ منظور نہ کیا - ناچار واپس آئے -

چشمہ اونتہ شش پر قیام

چشمہ اونتہ شش موضع منگام میں پہاڑ کی ڈھلوان پر واقع ہے - اس وقت یہ مقام جنگل سے گھیرا ہوا تھا - چشمہ کا پانی صاف اور شفاف ہے - ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا - اسکی قیام سے اس مقام کی رونق دوبالا ہوگئی - پراچین رشیوں کی طرح بھوانی نے تپسیا کی - کھانا پینا تو درکنار - نیند بھی ترک کردی - کہتے ہیں - کہ ایک کامدھین گائے ریوڑ میں سے بوقت میں دوپہر نکلتی تھی - اور ان کی کٹیا پر آکر انہیں دودھ دیکر پھر واپس ریوڑ میں چلی جاتی تھی - یہ راز تقریباً ۶ ماہ تک کسیکو آشکارا نہ ہوا - آخر کار کارساز قدرت کے کرشمہ نے کیا گل کھلائے - کہ اتفاقاً ایک دن اسی گائے کا مالک پنڈت بلبھدر ساکن موضع منگام دودھ دوہنے لگا - تو تھنوں کو دودھ سے خالی

پا کر بھونچکا سا رہ گیا - مگر اس نے خیال کیا - کہ یہ چرواہے کی شرارت ہے - چنانچہ دوسرے دن پنڈت لعلچند نے چرواہے سے گائے کی دودھ نہ دینے کی کیفیت بیان کی - گڈریا خود اس راز سے ناآشنا تھا - اپنی لاعلمی ظاہر کی - اگرچہ پنڈت جی کو چرواہے کے جواب سے تشفی نہ ہوئی - لیکن ظاہرا طور چرواہے کے بیان کو درست تسلیم کیا - اور خود اس تاک میں ہوا - کہ دیکھیے - گائے کے تھن دودھ سے کیونکر خالی ہو جاتے ہیں - گائے بوقت مقررہ جنگل کی طرف چپکے سے نکلی - مالک نے تعاقب کیا - گائے اسی گپھا کے اندر چلی گئی - اور بھوانی کو دودھ دیکر واپس نکلی - لعلچند یہ ماجرا دور سے دیکھتا تھا - جب حقیقت حال اس پر کھل گئی - تو بھوانی کے پاس جا کر تعظیم بجا لائی - بھوانی نے اُسے ہدایت فرمائی - کہ وہ اس راز کو پوشیدہ رکھے - اس واقعہ کے بعد لعلچند ہر روز آپ کے درشن کرنے کو جانے لگا - اور بعد میں سیوا بھی کرنے شروع کی - کچھ عرصہ تک اسکی شہرت عوام میں پھیل گئی - بہت سے لوگ درشن کو آنے لگے - لعلچند دیوی کا سیوک بن گیا - اور رفتہ رفتہ ان کے پچھلے حالات سے بھی واقفیت حاصل کر لی - لعلچند دیوی سے گھر پر تشریف فرما ہونے کی پرارتھنا کرتا رہا - مگر آپ بالعموم معذوری ظاہر کرتی رہیں - لیکن جب جملہ اہالی منگام بھی اصرار کرنے لگے - تو دیوی جی نے ؎ خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم ؛ انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو - کے مصداق منگام میں قیام کرنا منظور فرمایا - باشندگان منگام بالعموم اور لعلچند بالخصوص اسے اپنی خوش قسمتی تصور کرنے لگا - دیوی جی نے لعلچند کے گھر میں قیام فرمایا - قدرتی طور پر لعلچند کے گھر میں شب و روز دیوالی کا میلہ لگا رہتا تھا - عقیدتمند جوق در جوق دیوی جی کے درشنوں کو آتے تھے - اسیطرح لعلچند اور

اس کے خاندانی جملہ ممبران نے دیوی جی کے ہر پرکار سے سیوا کی۔ اور دُنیا میں نیکنامی اور عقبےٰ میں سرخروئی حاصل کی ؛

شِوراتری کا دن

الک صاحب کے دوران قیام میں جب روز متبرکہ شوراتری آیا۔ تو سوامی جی نے پوچھا۔ تو اسدن کیا کیا ریتی مناتے ہو ؟ مفصل جواب ملنے پر ہدایت ہوئی۔ سوائے مچھلی کے اگر سب ریتیاں پالو گے۔ اعتراض نہیں۔ بہر حال انتظام سوامی جی کے ہدایت انکول ہوا۔ مگر بدنصیبی! لعلچند کے اہلیہ نے چُپکے سے کچھ مچھلیاں پہلے ہی سے بناکر کہیں چھُپا کر رکھی تھیں۔ جب بھینٹ چڑھانے کا اوُسر آیا۔ گرو جی نے اشیاء ایتی طلب کیں۔ لعلچند کی دہرم پتنی چُپکے سے کمرے میں چلی گئی۔ تاکہ مچھلیاں لاکر ریتی کا پالن کرے۔ لیکن وہاں کیا دیکھتی ہے۔ کہ سب کی سب مچھلیاں زندہ ہوگئیں ہیں۔ اور دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ اچنبھا دیکھ کر وہ اتنی خوفزدہ ہوئی۔ کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ جب یہ کچھ دیر تک پوجا کے کمرے میں نہ آئی۔ تو گھر کے باقی لوگ اسے دیکھنے گئے۔ اس کمرے میں پہنچکر اسے عالم نزع میں اور مچھلیوں کو دیوار پر چڑھتے دیکھ کر حیران و پریشان ہوگئے۔ لعلچند اصلیت جان گیا۔ اور عجز و انکساری سے شری بھوانی سے پرارتھنا کی۔ اور معافی مانگی۔ الک ایشری نے کہا۔ کہ مچھلیوں کو فوراً کسی برتن میں ڈالکر اسیوقت دریائے سندھ میں ڈال آؤ۔ تب تمہاری دہرم پتنی اپنی اصلی حالت پر آئے گی۔ آخر ایسا ہی کیا گیا۔ اور اہلیہ لعلچند بخیر و خوشی اٹھ کر الک سوامی کے چرنوں پر گر پڑی۔ اور اپنی حماقت تسلیم کرکے معافی مانگی ؛

نالہ سندھ پر آشرم بنانا

کچھ عرصہ کے بعد الک صاحبہ نے لعلچند کے گھر سے نکلکر بر کنارہ نالہ سندھ قیام فرمایا۔ وہاں ایک چھوٹا سا چبوترہ بنوا کر نیم جلی ہوئی شاخ چنار بدست مبارک نصب کیں۔ جو چند دنوں میں سرسبز ہونے لگی۔ اور کچھ عرصہ تک ایک چنار کا درخت بنگیا۔ جو ابھی تک وہاں موجود ہے۔ اور کافی موٹائی کا بنا ہے۔ اور نیز نشان سوختہ بھی موجود ہے۔ اسی چنار کو عارفہ مرحومہ کی ایک شاندار یادگار سمجھا جاتا ہے۔

آتش کا ظہور:۔ اتفاقاً کسی روز پنڈت لعلچند کے مکان میں آگ نمودار ہوئی۔ مکان جل رہا تھا لعلچند کو الک صاحبہ کے مہاتما کا پکا نشچے تھا۔ فوراً سوامی جی کے چرنوں کا پرنام کر کے سر جھکایا۔ اور زار زار رونے لگا۔ اور آگ کا سب حال کہہ سنایا۔ الک صاحبہ نے تسلی دی۔ ایک نگاہ آگ پر ڈالی۔ آتش فرو ہوا۔ مکان آتش کے نقصان سے محفوظ پایا۔ دیہاتی لوگ اس معجزہ کو دیکھ کر متحیر ہوئے۔ اور الک صاحبہ کی استوتی کرنے لگے۔

دوبارہ آگ کا نمودار ہونا:۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ وہاں آگ نمودار ہوئی۔ پنڈت صاحب پھر سے آپکی سیوا میں حاضر آئے منت سماجت کرنے لگے۔ کہ مجھے زیادہ تر گایوں اور بھیڑوں کے نقصان ہونیکا صدمہ ناقابل برداشت ہے۔ الک صاحبہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کہ مُقدر کے سامنے کسیکی تدبیر پیش نہیں چل سکتی ہے۔ یہ رونا پٹنا بے سود ہے۔ ہیوک نشچے کا پکا تھا۔ الک صاحبہ بولے کچھ پرواہ نہ کر۔ مکان تو جل گیا لیکن

تمہارے چارپائی کہیں چرنے لگے ۔ ذرا باہر جاکر دیکھ کر آنا ۔ بولچند باہر گیا ۔ کچھ نہ پایا ۔ پھر عرض کی ۔ جواب ملا ۔ اُن کے نام پکارو ۔ آخر ایسا ہی کیا گیا ۔ چارپا ایک ایک کرکے آن موجود ہوئے ۔ یہ اچنبھا دیکھ کر وہ پھولے نہ سمایا ۔ اور سب لوگ خوش ہو گئے ۔ اس مقام پر اُنہوں نے ساڑھے بارہ سال گذارے ۔ اس عرصہ میں لوگ ان کے درشن کو پریم سے جوق در جوق آتے رہتے تھے ۔ جو جس غرض سے آتا تھا ۔ اپنا منورتھ پا جاتا تھا ۔

قیام لاڑ ۔ جب الکھ سوامی کی روحانی عظمت اور صوفیانہ شہرت ہر چہار سو پھیل گئی ۔ تو ساکنان لاڑ اُن کے درشن کو آنے لگے اور اپنا وقت اُنکی سیوا میں صرف کرنے لگے ۔ جملہ اہالی لاڑ وہاں تشریف لیجانے کیلئے پرارتھنا کرتے رہے ۔ آخر الامر سوامی جی نے وہاں جانا منظور فرمایا ۔ اگرچہ ساکنان منگام کو اُنکی جدائی کا صدمہ پہنچا ۔ مگر سنیڈتان لاڑ اپنی خوش قسمتی کو سراہنے لگے ۔ یہاں سنیاریت گنگارام کے گھر قیام فرمایا ۔ یہ شخص ایک نامی گرامی ایشور بھگت تھا ۔ یہاں بھی اُنہوں نے تپسیا کی سکھنے ہیں ۔ قصبہ لاڑ اُسوقت نہایت خستہ حال اور غیر آباد تھا ۔ لوگوں کی حالت بہت ابتر ہو گئی تھی ۔ سوامی جی کے قدم رنجی سے یہ حالت دگرگون ہوتی ہوئی یوں بیان کی گئی ہے ۔

نظم

غرض جبکہ دیوی نے رکھا قدم ؛ ہوئی سرزمیں وہاں مثل ارم
ہوئے لوگ خورد و کلاں شاد شاد بنی اُجڑی بستی پھر آباد باد

قصبہ لاڑ نالہ سندھ پر واقع ہے ۔ یہ نالہ سنبل سے ہوتے ہوئے اسثم کے پاس دریائے جہلم میں ملتا ہے ۔ اکثر دیوی بر سطح آب اپنا آسن جما کر سیر کیا کرتی تھیں ؛

عالم سیر

نظم فارسی:- سیر آب آں جوی شاہی بشام ؛ پے سیر رفتی چو ماہ تمام

قرین ہماں چشمۂ نامدار ؛ کہ نامند ما نسبتش آشکار

زبہر وے بر مسند نشیں ماہ نور ؛ بہ نور ازل در نگاہ سرور

منور ز روئش جہاں در جہاں ؛ معطر ز بوئش گل جاں بجاں

نہ زیب و نہ زینت تنش از لباس ؛ فقیرانہ در بر لباس کپاس

عالم تپسیا

ہوا نوش کرتی پے قوت جاں ؛ نہ وہ ہیچ کھاتی تھی کچھ آب و ناں

کبھی رکھتی تھی غار ما ہے قرار ؛ کبھی آب ~~دیتا تھا~~ دیتی تھی انکو بہار

کبھی مخمل ان کا بھلا فرش تھا ؛ سنوگاہ ان کا جبیتر عرش تھا

کبھی رہتی تھی دھیان کے باب میں ؛ ہوشیاری کا عالم تھا گہ خواب میں

وہ رہتی تھی باہر و اندر رہے ؛ رہے استردگی تھی وہ اک شئے

کبھی آشکارا تھی چوں آفتاب ؛ کبھی رہتی پنہاں چو ماہ سحاب

کبھی دیتی تھی درس بید و پران ؛ کبھی کرتی وہ سیر عرش رواں

فارسی:- بہر رنگ رنگش بیک رنگ بود ؛ دو رنگی ز سیر نگیش ننگ بود

لباس

زرد زنگہ آمد برواں ز پدر ؛ نہ پوشید گاہے لباس دگر

لباسش ہماں ہرچہ پوشش بتن ؛ بہ آں آب و تاب عیاں بیرون

یعنی تقریباً ۲۰ سال سے لیکر ۹۶ سال تک وہی ایک لباس کپاس تھا - جو کہ بوقت

ترک خانہ زیب تن کیا تھا - اگر آج کل کے سادھو مہاراج کو دیکھیں - تو گونا گون

لباسوں سے مزین ہوتے رہتے ہیں۔ باقی عاقبت کی خبر خدا جانے۔

حالانکہ خاندان ڈر خاصکر معتقدان سرینگر اور اطراف کے ہر وقت اُن کی سیوا میں کمربستہ رہتے تھے۔ ان کے ضروریات کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ ان کے لئے ہر طرح کے سامان آسائش میسر تھے۔ باغ لگائے۔ پھلواڑے بنانے سے

بہر نوع سامان طرب خاص و عام ؛ عمارات باغات زینت تمام
نہرہائے شیریں و آب رواں ؛ بہر کس میسر تھے اندر زماں

یہ ہوتے ہوئے بھی سوامی جی نے فقیرانہ روش اور لباس کو زیب تن ہی رکھنا منظور کیا۔

حلقہ اسلام میں شری روپہ بھوانی کی عظمت شاہ صادق قلندر سے ملاقات

اہل اسلام میں روپہ بھوانی کی کسقدر عظمت تھی۔ اسکا اندازہ اسی واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ شاہ صادق قلندر ایک عالم عابد جو اُسی علاقہ میں مقیم تھے۔ مگر وہ اُن کے کمالات سے غیر محرم تھا۔ اسلئے اپنی عبادت پر اتراتا تھا۔ اکثر اُن کے ساتھ بحث و مباحثے ہوئے۔ دفعہ اول۔ بزبان کشمیری قلندر بولا:۔ ژِہ کیہے چھُوی ناوٗ۔

روپہ بھوانی کا جواب:۔ سُو رٹھ تہ مہ زیٹھ۔

ترجمہ:۔ قلندر کہتا ہے۔ ارے سادھو شریر تمہارا نام کیا ہے:۔

روپہ بھوانی جواب دیتی ہے:۔ اس محیط کُل کو پکڑ۔ دل کو پھیلا دینے کی کیا ضرورت ہے۔

قلندر یہ سنکر ذرا بیدار ہوا۔ پھر اصرار سے عرض کرنے لگا۔

جواب ملا۔ روپی۔ روپ

قلندر پھر بولا:۔ روپی اگر یہ رکھ سون تبک۔

روپہ بھوانی کا جواب:- اے قلندر۔ اگر تری یو ریکھ۔ سون کیا چیز مکتہ تنک ::

ترجمہ:- قلندر نے کہا:- "روپی" بمعنی چاندی۔ "سون" بمعنی سونا۔ یعنی تم چاندی ہو۔ میرے ہاں رہنے سے سونا بن جاؤ گے۔ اسکا مطلب ہے۔ مرید ہو گے۔ دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ اسلام قبول کرو گے۔ روپہ بھوانی نے فرمایا۔ اگر تم یہاں آؤ گے۔ تو سونا کیا چیز ہے۔ مکتہ۔ موتی بن جاؤ گے۔ مکتہ کی دوسرا مطلب یہ ہے نجات پاؤ گے۔ یہ جواب سنکر قلندر دوا بیدار ہوا۔ اور رہو اسے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا ::

اکثر دیوی اپنے مسند پر بیٹھ کر اسی نالہ سے مالنیل تک سیر کیا کرتی۔ کسی روز قلندر کے شاگردوں نے یہ معجزہ دیکھا۔ اور اس راز سے قلندر کو آگاہ کیا۔ اس خدائی طاقت ہر

. . . .

پر اور اس کے شاگردوں کو بوجہہ غفلت شعاری حسد پیدا ہوا۔ بہر حال کسی روز ایک صاحبہ اس نالہ کے ڈھلوان پر جہاں پر اُن کا آشرم تھا۔ بیٹھے تھے۔ قلندر اور اس کے شاگردوں نے ان کو تکلیف دینے کی سوجھی۔ شاگردوں سے نالے کا پانی بہا دلوایا۔ پانی ان کے نشست گاہ کے قریب پہنچکر تتر بتر ہو گیا۔ اہل مجلس یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ اس نعم البدل برائے گوشمالی بیشمار بھڑوں (زنبور) پیدا کر کے روانہ کیں۔ قلندر اور اس کے مریدوں کو بُری طرح کاٹنا شروع کیا۔ اگرچہ قلندر نے اپنی خدائی طاقت کا بہت استعمال کیا۔ مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ آخر مجبور ہو کر معہ شاگردوں کے الک صاحبہ کے قدموں پر آ کر معافی کا خواستگار ہوا۔ اور سیوک ہو کر رہنے لگا۔ بعد میں ان کے ساتھ ایسا مانوس ہوا اور دونوں نے یہ بات قرار پائی۔ کہ وہ اپنے اپنے مرشدوں کے دیدار دکھاویں ::

اول قلندر نے دکھایا۔ اور اُسے کہا۔ کہ آنکھیں بند کرے۔ یہاں یوں کہا جاتا ہے۔ کہ ایک مرد درویش ایک گھوڑے پر بر آب جا رہا تھا۔ قلندر اُسکی لگام پکڑے پیشرو تھا۔ الک صاحب بولے۔ بس کرو۔ تو ابھی بحالت سائیس ہی ہے۔ چاہیئے تو خود سوار بنئے۔ اب الک صاحب بولے۔ آنکھیں بند کرو۔ اُسکا بیان یُوں ہے۔ کہ ایک بڑے دریائے رواں پر ایک عالیشان کشتی مثلِ پرندہ جو ملاحوں سے چلائی جا رہا تھا۔ اُن کے دونوں کناروں رمنوں پہ مہر و ماہ مثلِ گیس لیمپ کام دیتے تھے۔ بیچ میں الک صاحب براجمان تھے۔ قلندر اس نور اور جلال کی تاب نہ لا سکا۔ بے ہوشی چھا گئی۔ عرض کی۔ مہربان بس۔ اور کچھ کہنے کی جرأت نہ کی۔ یہ دیکھ کر قلندر اپنی حال پر نادم ہوا۔ چنانچہ اُنھوں نے الک صاحب کی تعریف میں یہ کہا تھا۔ ؎

ہوشم بہ نگاہے برد جانانہ چنیں باید ؛ یک جرعہ خرابم کرد پیمانہ چنیں باید

بیروں و دروں یسے شارہ صورت او پیدا ؛ در حضرتِ کفرستاں بتخانہ چنیں باید

ظہورِ بھوانی الک البشری ؛ کہ ذاتش ز وصفِ خرد برتری!

پئے بے بہاراں نگاہش بہار ؛ بہ بے برگئے بے نوا برگ و بار

قلندر ان کی صحبت میں رہ کر بہت کچھ روحانی ترقی کر گئے۔ اور آخری عمر میں با مجاز فقیر کامل شمار ہونے لگا۔ جب الک صاحب کا دیہانت ہوا۔ تو اُسی قلندر نے اُن کی تاریخ وفات حسب ذیل لکھی ہے

عارفے ذات آں الک اوتار — قالبِ عنصری خویش شکست

کرد پرواز سوئے عرشِ عظیم — بادل نیک برحمت پیوست

ہزار و سیصد سیہ عشر و ہفت — کہ آں صاحبِ نور در نور رفت

رفتہ رفتہ انکی غیر معمولی روحانی عظمت کا چرچا دور و نزدیک پھیلنے لگا۔ اُس کی بات بات سے عرفان کے پھول جھڑتے تھے۔ واسکورہ کے ہری بھگت اس کے سیوا میں آتے جاتے تھے۔ اور اُن کی بھی یہی پرارتھنا ہوتی تھی۔ کہ الک سوامی وہاں تشریف لیجائیں بہر حال یہاں پر ۱۲ سال سے کم وقت نہ گذرا۔ آخر اس جگہ سے واسکوڑہ میں قیام کرنا منظور فرمایا۔

قیام واسکورہ

ایک گاؤں سمبل کے متصل بر کنارہ وِتستا آباد ہے۔ اس کے چاروں طرف پانی کے چشمے یعنی سر بہت ہیں۔ ایکطرف السبیل اپنی شان سے بہہ رہا ہے۔ یہ چشمہ گہرائی میں یکتائے روزگار ہے۔ اسکا پانی صاف و شفاف اور زود ہضم ہے۔ اور دوسری طرف ہلدر پہاڑ ہے۔ الک صاحبہ کے قیام فرمانے سے یہاں کی رونق دوبالا ہو گئی۔

مقدس زمین و منور زماں ۔ کہ نام اُسکا ہے واسکور جہاں
زمین و زماں بھی ہوا دلفزا ۔ کہ اُگ آئے نخل و شجر دلربا !
بہر سو لگے آنے صاحبدلاں ۔ برائے حصول سخن عارفاں

اس مقام پر اُس کے معتقداں حاصکر خاندانِ ڈر نے مقام رہائیش اور لنگر خانہ تعمیر کرائے اور ان کے ساتھ ساتھ ہی باغ و باغیچہ بھی لگائے۔ ہر خاص و عام کیلئے لنگر خانہ جاری رکھا۔ اور اُن کے سیوا کیلئے نوکر رکھے۔ علاوہ ان کے اس کے بھائی صاحب نے اپنا فرزند بھی سیوا کے بمنت رکھدیا۔

کنواں کھدوانا چونکہ الک صاحبہ کی فیض عام اور روحانی عظمت کی شہرت چاروں اور پھیل چکی تھی۔ ایک دن ایک مسلم پیرزال اپنے جنم کے اندھے لڑکے کو اُن کی بارگاہ میں حاضر لائی۔ اور اس کے روشندیدہ ہونے کیلئے

زار زار رونے لگی - اور پرارتھنا کی - آخر حکم ہوا - کہ اگر یہ لڑکا یہاں پہ ایک کنواں بلا مدد غیرے کھود سکے - تو یقیناً پانی کے ظاہر ہونے پر آنکھیں نورانی ہو جائینگی - یہ سُنکر اندھا لڑکا خوشی کے مارے پھُولے نہ سمایا - کُنواں کھودنے کیلئے تیار ہوا - الک صاحبہ نے خود نشاندہی کی - ع

نشاں الیشوری داد ش اورد ست ِراست ؛ سرے چاہ را دایرہ کرد زارت

اندھے نے نشان پاکر کنواں کھودنا شروع کیا - چند یوم کے اندر پانی آیا - پانی آتے ہی الک صاحبہ کے چرنوں پر گر پڑا - الک صاحبہ نے مُنہ پر پانی چھڑکا - حسب وعدہ آنکھیں نورانی ہوگئیں - پھر دونوں ماں بیٹے اُن کی سیوا میں سرِ تسلیم خم کرنے لگے -

ع بہم دیگراں ہر دو مادر پسر ستایش نمودند افگندہ سر

پنڈت بالہ جودر کو علمی علم کی ارزانی
اور عہُدہ وزارت کی سرافرازی

الک صاحبہ کے برادر پنڈت لالہ جودر نے ان کی سیوا کیلئے علاوہ خدمتگاراں کے اپنا فرزند ارجمند پنڈت بالہ جودر کو مقرر کیا تھا - یہ ہونہار لڑکا پریم اور بھگتی سے لیل و نہار ان کی سیوا انجام دیتا رہا - جتنے کہ اس کی تعلیم و تربیت کا وقت بیت گیا - آخر اُن کے باپ اس کی بے ہنری یاد آگئی - دلمیں سوچ بچار کرنے لگا - آخر یہ ٹھان لی - کہ اب خود جاکر الک صاحبہ سے چھُڑانے کی پرارتھنا کیجاوے - کیونکہ بلا وجہ لڑکا علم و ہنر سے محروم رکھا جانا خاندان کے لئے بدنما دھبہ رہیگا - دوسرے دن وہ بمعہ اپنے چند رفقاء اُن کی سیوا میں بمقام واسکورہ روانہ ہوا - یہاں روشن ضمیر مرتاض تاڑ گیا - اپنے بھائی وغیرہ کے خورد و نوشی کا انتظام کرایا تھا - اور اس کے فرزند کو بھی اُن کے

اُن کے آنے سے آگاہ کیا۔ جب پنڈت صاحب تشریف لائے۔ اور ان کیخدمت میں واجبی تعظیم بجالائی۔ اور احوال پُرسی کے بعد کھانا پینا ہوا۔ پنڈت صاحب نے بڑی انکساری سے باتوں باتوں میں اپنا مطلب بھی ظاہر کیا۔ جواباً الک صاحبہ نے عملی طور پر یہ دُرفشانی کی :- نظم :-

چو بشنید آں صاحب پُر خبر ؛ بیاورده حاضر برادر پسر را
قلم خواست از شاخ نخلِ انار ؛ کہ از دست خود کرده بود ش تیار
بدو گفت بنویس برخواں زبر ؛ کہ تا والدت بیند از تو ہنر
بامرش ہماں نوجواں ارجمند ؛ بہ کاغذ مگر دامن دُر فشاند
چو پُر شد ہماں کاغذ دُر فشاں ؛ ز دُر ریزے کلکِ آں نوجواں
بدست پدر داد برخواند پیش ؛ کزاں انجمن شاد شد بیش بیش
پسر را کہ از باغ علم و ہنر ؛ پدر شاد شد دید چوں پر ثمر
ثنائے سری ایشری بر زبان ؛ رواں شد دراں انجمن ہر زباں

ترجمہ :- باخبر ترامنی (الک صاحبہ) نے جب یہ سُنا۔ تو برادر زادہ (بالہ جودر) کو حاضر کیا۔ بدست خود شاخ انار کاٹ کر قلم بنا دیا۔ اور اُسے فرمایا۔ کہ لکھو اور باپ کو پڑھکر سُناو۔ بحکم اس کے نوجوان بیٹا کاغذ پر الکھ گیا۔ اور باپ کے پیش خدمت کیا۔ باپ اور اہلِ مجلس بہت خورسند ہوئے۔ اور الک صاحبہ کی بہت اُستتی کی ؛

بالہ جودر کا حکمرانِ کشمیر کی حضور نویس ہونا

جب بالہ جودر کو علم و ہنر کے زیور سے آراستہ پایا۔ تو الک صاحبہ بھائی کیطرف مخاطب ہوکر فرمانے لگیں۔ کہ تم اپنے لڑکے کو فوراً یہاں سے لے چلو۔ اور اِسکو بہ حد شوپیان

پہنچا دو ۔ جہاں پر سردار کشمیر سے ملاقی ہو جائیگا ۔ جو کہ اپنے درباریوں سے جدا ہو گیا ہے
القصہ باپ کو مجبوراً اُن کے حکم کی تعمیل کرنی پڑی ۔ گرمی کا موسم تھا ۔ لڑکا شہر میں
پہنچا ۔ تھکاوٹ دور کرنے کی غرض سے درخت کے سایہ میں لیٹ گیا ۔ پر بھو کی شان
الک صاحبہ کی کرپا ۔ لڑکے کی خوش نصیبی ۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی سردار کشمیر کو
سامنے آتے دیکھا ۔ لڑکا تو تعظیم کیلئے کھڑا ہوا ۔ سردار نے پوچھا ۔ اے نوجوان کچھ لکھا
پڑھا ہے ؟ لڑکے نے جواب دیا ۔ حضور لکھا پڑھا ہوں ۔ سردار نے چٹھی لکھنے کے لئے حکم
دیا ۔ مضمون چٹھی ابھی سردار صاحب کے دل میں غلطان پیچاں تھا ۔ نوجوان منشی نے مضمون
اس رنگینی سے تحریر کر کے پیش خدمت کیا ۔ کہ سردار صاحب یہ دیکھ کر انگشت بدندان
رہگیا ہے ۔ چو در نامہ دریافت حال ضمیر ٭ بحیرت قرین شد سپہدار میر ۔
سردار صاحب نے نوجوان سے دریافت کیا ۔ کہ مضمون چٹھی بغیر ظاہر کئے تم کو کسطرح
معلوم ہوا ۔ نوجوان نے عرض کی ۔ کہ خدائی رحمت اور حضور کی مہربانی ۔ مضمون کیا
تھا ۔ سردار صاحب کے دلی خیالات کا پورا نقشہ کھینچکر لایا تھا ۔ وہ اس روشن ضمیر
پر انیہا خوش ہوا ۔ اور نوجوان کو دبیری کے لئے فرمایا ٭

بفرمودش اے مرد روشن ضمیر ٭ دبیری حضورم وزیری پذیر
بسر کردہ تسلیم بہر سوال ٭ سرش کردہ از خلعت بے مثال
برائے مشاہرہ نمودش قرار ٭ پئے سال او روپیہ صد ہزار

الغرض اسکو اپنا میر منشی مقرر کیا ۔ اور ایک لاکھ روپیہ بھی سالانہ مقرر فرمایا ۔ اور
شاہی خلعت سے بھی ملبس کیا ۔ اب دونو گھوڑوں پر سوار ہو کر سری نگر روانہ
ہوئے ۔ — یہاں کاروبار سلطنت آپ کے سپرد کر کے خود بخنت بیٹھ گیا ٭

پنڈت صاحب کے عہدۂ وزیری پر ممتاز ہونے سے تمام ظلم و ستم جو اسوقت رعایا پر عاید تھے - کافور ہو گئے - خاصکر اہل ہنود کو دوبارہ اونتی کا اوسر ملا - گو کہ چند مسلم امیروں اور قاضیوں نے اس ہندو عنصر کیخلاف سردار صاحب کے پاس شکایتیں کیں - مگر سردار صاحب نے جواب دیا - کہ اس زیرک منشی کے لئے تمہارا بکواس بے سود ہے - اس کے ہاتھ نظام سلطنت ترقی پذیر ہوگی۔

کہتے ہیں - کہ کچھ مدت کے بعد شہنشاہ ہند نے دہلی میں اُسی شخص کو وزیری کے لئے طلب فرمایا - اور وہاں آپ کو اپنا وزیر بنایا - تنخواہ کشمیر سے دو چند کر دی - ہرطرف اس شخص کی انصاف پروری اور قابلیت کا شہرت پھیل گئی - تقریباً عرصہ سات سال تک بہ سرگرمی دہلی میں حضور نویسی کا کام کرتا گیا - اس عرصہ میں اس نیک بخت کو اپنے مرشد (الک صاحبہ) کی سیوا میں خط پتر لکھنے کا اوسر نہ ملا - نہ خیال آیا - آخر ایک منظوم عریضہ پُر نیاز بزبان کشمیری بالحسنی تحریر کرنے لگا - عریضہ کیا تھا - روحانی باتوں کی تصویر بصورت قلعہ مجسم کھینچ کر لایا تھا - اقتباس عریضہ ذیل بملاحظہ ناظرین درج کیا جاتا ہے :-

خلاصہ چٹھی

عرض حال سرگذشتم بشنوید ؛ لاعلاجم چارہ سازِ من شوید
بودم از غفلت در ایام شباب ؛ روز و شب مشغول فکر و خورد و خواب
ہم ز پائے کار غافل ہم ز سر ؛ بودم از اصل خبر پُر بے خبر
نیک فیضِ عام تو شد خاص من ؛ یافتم بار خیالش ــــــ در زمن

قدر سان دولت بسے نشناختم ؛ خود بباد راستی کج یافتم ......

بازوا از راه غفلت تافتم ؛ بر در رحمت سراغی یافتم

پی لبوے ره نه بردم چند گاه ؛ دور ماندم زاں در عالم پناه ......

سگ بیک لقمه وفاداری کند ؛ ایں سگ از خوردن جفا کاری کند

چوں سگم تا بر خوے دامن گیر شد ؛ پس بپائے رفتنم زنجیر شد

از کشاکش ہائے آں سگ صبح دم ؛ صد دلاسا کرده رفتم یک قدم

قلعه دیدم چو رفتم چند گام ؛ بود در رفعت بسے عالی مقام ......

میشدے ہر که سعادت راہبر ؛ بر سر آں کوچه میکردم گزر

بر سر آں کوچه ہستم خاکسار ؛ تا به بینم نقش پائے آں نگار ......

دیده ام من خود بسے رندان ہند ؛ لیک کمتر از پریان تو اند

داشتم حد ادب چوں در نظر ؛ عرض حال خود نمودم مختصر

خلاصه جواب الک صاحبه

دل پسند افضل حق یار تو باد ؛ در حریم خاص دل یار تو باد

مہربان پیوسته اہل دل بتو ؛ کام دل بادا ہمه حاصل بتو

گوش کردم جمله شرح ماجرات ؛ خوش بیاں بادا زبان خامه ات ......

ہیچ قدرے نیست از من تا بتو ؛ در میاں گر ہست منزلہا بتو

نور من بنگر بہر جا جلوه گر ؛ عام در حیوان وخاصه در بشر ......

در حریم نیست یار خود پرست ؛ وصل ما با ہر کسی کز خود برست ......

بے خود آں ہستند والادستگاہ ؛ شاہ وقت وصاحب تاج وکلاہ

درحقیقت ہرچہ گفتم ای رفیق ؛ یاد دادان بود از شرط طریق

صد دعا یادا برا حوالت شمول ؛ زانکہ مہیا شد دعاے او قبول

اسی طرح بہت سے لوگ اپنے اپنے منوررتھ اور مرادوں کو برلائے - ان کے درگاہ سے کوئی سائل بے مراد نہیں جاتا تھا - اس مقام پر بھی انہوں نے ۱۲ سال گذارے - گویا وہ اسکو انکا صدر مقام ہے۔

کنوئیں کی تاثیر :- کنواں کیا ہے - گویا شرک لوگ کے چشمے کا پانی ہے - اگر امرت جل کہیں تو موزوں ہے - پانی صاف اور ہلکا ہے - ہاضمہ ایسا ہے - اگر کتنا ہی کھا پیکر جائے - پانی کا گھونٹ کافی ہے - یہ پانی گنگا جل کی طرح اگر بند رکھا رہے - تو اسمیں کسی قسم کی بو نہیں آتی اگر ملک میں ہواے ردی روبا پھیل جائے - تو کنوئیں سے پتہ چلتا ہے - یعنی کنوئیں سے چھوٹے کیڑے ظاہر ہوتے ہیں - بصورت دیگر اس کا پانی مثل امرت جل ہے - لوگ اسکا پانی بحیثیت تبرک اور تحفہ کے دور دراز مقاموں میں لیجاتے ہیں - زیادہ کیا لکھوں - اسکا پانی تمام قسم کے امراض جسمانی کے لئے اکسیر کا تاثیر رکھتا ہے - مصنف

شری الک صاحبہ یہاں سے بعمر ۵ برس سری نگر تشریف لے گئیں - اور اپنے باپ کے گھر قیام کیا - اسوقت ان کے پتاجی دیہانت کر چکے تھے - ان کے خویش واقربا بڑے پریم اور اشتیاق سے ملنے لگے - اور اس ماہ نور کی خدمت میں لیل ونہار صرف کرنے لگے۔

س ہمہ خانداں بود ہردم فدا ؛ کہ دیوی کے از نور بخشد ضیا

زن ومرد گشتند شاداں وشاد ؛ کہ آید لگشن ضیا بمراد

سرینگر شد از سری الیشری ؛ ہری ہمچو اماں گوہ ہری

گھر میں آکر سوائے تپسیا کے اور کچھ کام نہ کیا۔ اور اُٹھتے بیٹھتے ہماری پربت پر کرم کو نہ چھوڑا۔ وہاں جاکر شری عوام کے پوجا پاٹ کرتی رہتی تھی۔ جسطرح سرکرشن جی مہاراج پوجا پاٹ۔ دان دھرم کیا کرتے تھے۔ سنت لوگ۔ ودوان اور برہمن سب درشن کرنے آتے تھے۔ خاندان کے لئے ان کا قیام چودھویں چاند سے کم نہ تھا۔ یہاں پر بھی ۱۲ ½ سال سے بھی کم نہ گذارے۔ اس کے بعد وسترون کیطرف رُخ کیا:

قیام وسترون:- وسترون سری نگر کے شرق میں واقع ہے۔ یہ جنگل زشٹا دیوی کے اُتلے حصے میں آبادی سے دور واقع ہے۔ پھر بھی یہ جنگل جانوروں اور درندوں سے بے خطر نہ تھا۔ اس جنگل کے وسط میں قیام فرمایا۔ کچھ عرصہ مشغول تپسیا رہیں۔ کچھ مدت کے بعد کچھ نیچے اُتر آئیں۔ وہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ اپنی قدرت سے ایک چشمہ جاری کیا۔ جو کہ چشمہ صاحبی کے نام سے موسوم چلا آرہا ہے۔ اسوقت وہاں سرکاری باغ بھی آباد ہے۔ اس مقام پر بھی تپسیا کی۔ اب تمام لوگ اطراف سے درشن کو آنے لگے۔ خاندان والوں نے آپ کے واسطے مکان بنوائے۔ لنگر جاری کیا۔ گویا جنگل میں منگل بنا دیا۔

رسید ندبر درگہش سر نیاز :: ہمہ ساکنان پہاڑ و دیار
چہ خویش وچہ بیگانہ از ہر طرف :: گرفتند از پائے بوسی شرف

یہاں پر بھی ۱۲ ½ سال تپسیا کی۔ آخر اپنے معتقداں کی پرارتھنا پر پھر سری نگر میں تشریف لائیں۔ اور پدر خانہ میں قیام فرمایا۔ مگر افسوس سرینگر میں ان کے قیام کے لئے کچھ علیحدہ مکان وجود میں نہ لایا گیا تھا۔ مگر اب سنہ ۱۹۹۲ ب میں اس کے معتقداں نے ایک بڑا شاندار مندر بمقام دیدہ مرنو (کدل) باہتمام ٹرسٹ تعمیر ہوا۔ جو کہ سری الکھ صاحبہ

ٹرسٹ بلڈنگ سے موسوم چلا آرہا ہے - وہاں پر ہر سال اُنکا جگیہ رچایا جاتا ہے۔
سرینگر میں آخری زندگی کے ۱۲½ سال گذارے - گویا اب اُن کی عمر ۹۶ سال کی ہوئی
انہوں نے اپنے دیہانت کرنے کی ندا دی - یعنی بروز شنبہی کرشنہ پنچ ۱۹۳۰ء کو اب انہوں نے
خویش و اقربا میں یہ اصلیت ظاہر کی - کہ کل یعنی بروز ہفتمی کرشنہ پنچ ایک سادھو سنیاسی
بھابیس میں ایک پھولوں کا گجرا لیکر آئے گا - اس کیساتھ ملاقات بخلوت ہوگا - اسلئے آج ہی
مکان کی تیاری رکھنی چاہئے - اُن کا کلام حیرت کُن معلوم ہوا - مگر حاضرین اصلی مدعا سے
بے مدعا ہے - دوسرے دن فی الواقع ایسا ہی ہوا - یعنی بوقت نصف النہار ایک سنیاسی
ہاتھ میں گلدستہ لیکر حاضر ہوا - الک صاحب کے پیش خدمت رکھکر واجبی تعظیم بجا لائی -
اور خلوت گاہ میں راز پنہاں سے یوں آشکارا کرنے لگا -

کہ شد ختم اوقات اوتار تو ؛ ہویدا نہاں شوق دیدار تو
کرم از کرم گر کنی بر خرام ؛ ازیں عاریت گہ بدار الدوام
پذیرفت شود گر ہویدا نہاں ؛ ورا ماز دیدار تو نقد جاں
پسندید ولیوی پیام نہاں ؛ سفیر نہاں شد بملک نہاں

بعد طول ملاقات سنیاسی اجازت لیکر غائب ہوگیا - اور شری الک صاحب نے تمام
خویش و اقارب اور سیوکوں کو طلب فرمایا - سب کتر مہتر حاضر خدمت ہوئے
سوامی جی اپنی اوتار کا اختتام دیہانت کا ورتن کرنے لگیں :-

بفرمود فرماں بخیل عزیز ؛ بفرماں بدار ید گوش تمیز
کہ اوتار من ختم شد تا کنوں ؛ ازیں دار شش در ابراہیم بروں
دہم چار گوہر بار بع گہر ؛ ز پنجم رسانم بہ پنجم ثمر

ازیں سوچ وز بہر سمادھم کناہ ؛ باوج ششم بر نمایم قرار

چو شد زنتی زیں سرائے سپنج ؛ ندار ید از بہر من ہیچ رنج

چو شد سر شدھم بر شما ور زمن ؛ مرگداید تجہیز و تکفن بمن

نمائیندہ شایستہ تر در جہاں ؛ کہ ماند ز شایستگی نام شاں

نصایح: دگر چند پندے کردی آشکار ؛ تمہارے لئے ہونگے مثل ہار

حسب ذیل نصایح بزبان مبارک فرماتے ہیں۔ ترکِ شراب کرنا۔ موروثی وراثت کا فروخت نہ کرنا۔ اپنی عورت کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرنی۔ اپنے خاندان سے لڑکا دوسرے خاندان میں متبنےٰ نہ دینا۔ بھیڑ بکری کی قربانی نہ کرنی۔ کسی غیر سے منتر جنتر نہ لینا۔ سالانہ نیاز دینا۔ بجائے پوہ اماوس کے پھاگن کرشنہ پکھ ہفتمی کو ماش کی کھچڑی کی بل دینا۔ دوسرے خاندان سے لڑکا متبنے نہ بنانا ؛

ان نصائح کے بعد اپنے بھائی پنڈت پربھاکر جی کو بلایا۔ اور گنج پنہاں سے سرافراز فرمایا اور تسلی دی۔ پنڈت بالہ جو دریش پیش سرافراز ہو چکا تھا۔ وہ اسوقت پایہ تخت دہلی میں میر منشی تھا۔ اسیطرح سب خورد و کلاں کو درجہ بدرجہ تسلی دی۔ اور نصائح کیں کرشنہ پکھ ماگھ ہفتمی سنہ ۱۸۴۸ کو دیہانت کرکے پرم دھام کو سدھارے۔ ناظرین خود اندازہ لگائیں۔ کہ یہ وقت اس خاندان کے لئے کیا دیگر بھگتوں کو نازک مرحلہ سے گذرنیکا تھا۔ ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ گویا رات کے بارہ ۱۲ بجے ہی چودھویں چاند کالے بادلوں میں چھپ گیا۔ ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ خاندان ماتمکدہ بن گیا۔ ہر شخص سے پریم کے آنسو بہنے لگے۔ یہاں بمان کا وغیرہ کا انتظام ہونے لگا۔ اور رسم داہ کریا شروع ہونے لگی۔ آن کے آن میں چند کس شرارت پسند مسلمانوں نے

عام کو اکسایا۔ کہ خدا دوست مُسلم خاتون تھی۔ دفن کرنے کا انتظام کرو۔ چنانچہ سردار کشمیر کو جو اُسوقت حکمران مغل کیطرف سے قایم مقام تھا خبر کردی۔ اس نے امداد کے لئے فوج بھیجدی۔ انہوں نے مکان کا محاصرہ کیا۔ اب خاندان کو اور بھی پریشانی ہوئی۔ اور ہر کوئی افسوس کے آنسو بہانے لگے۔ اس کے بھائی پم باکر پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اور گہرے سوچ میں پڑ گیا۔ کہ اگر انکا جسم مبارک مسلمانوں نے دفن کیا۔ تو یہ لعنت کا پرچم ہمارے سر تا قیامت لہرائیگا۔ مگر بوجہ بیکسی و بے بسی سب خاموش۔ آخر پنڈت پم باکر کو ان کے شرن میں آنے کی سوجھ گئی۔ بعد عجز و انکسار روتے ہوئے یوں تمنا کرنے لگا:۔

بزبان کشمیری: بارہ چھان چھکنا نقدہ پایہ چھپک - دکل ہوش چھکث مالکوک سمایہ چھپک

شعر: غفلت کی ظلمت کیلئے تو ماہ تاباں ہے میری - اس خنک دل کیلئے مہر درخشاں ہے میری

تو اس دار فانی سے جاتی ہے اب ⁂ بقا میں وطن تو بناتی ہے اب جا

مجھے مت یہاں ہیچ افسردہ رکھ! ⁂ بھلا اس جہاں میں مجھے پردہ رکھ

کشمیری: ینوی گوژھ نہ ناپاک مسلم شریر ⁂ ینوی گوژھ نچالوی پوتر شریر

اردو: خجالت وہ ہے سخت میرے لئے ⁂ بہت سارے مسلم یہاں آگئے

اُنہوں نے قطاریں جو باندھی یہاں ⁂ کروں کیا میں ناتا میں جاؤں کہاں

وہ کرتے ہیں سارے یہاں انتظار ⁂ کہ اس غرض سے سن تو اے نامدار

کہ کب دیوی جائیگی اصلی وطن ⁂ کریں گے ہم ان کو سبکدم دفن

شری الک صاحبہ کا پھر زندہ ہو کر جواب دینا

سُنی جبکہ دیوی نے یہ آرزو ⁂ کہا آنکھیں وا کر کے اے نیک خو

کوئی کب میری نعش کو چھو سکے ؛ دل و جان سے گرچہ کوشش کرے

تو اپنے ارادے پہ رہ مستقل ؛ کہ قدرت کریگی ترا شاد دل

حکم سن کے آئے وہاں خادماں ؛ ہوئے ایشری کے سبھی مدح خواں

الک صاحبہ نے یہ گوہر فشانی کرکے تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم لوگ یہاں بیہودہ کیوں وقت ضایع کرتے ہو۔ جاو۔ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو۔ اور اپنے عزیزوں سے کہا۔ کہ فوراً ابھی مٹھائی اور روٹیاں ان بھائیوں میں تقسیم کرکے رخصت کرو۔ انہوں نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ لوگ یہ دیکھ کر نادم ہوکے فوراً منتشر ہوئے۔ لوگوں کے منتشر ہونے کی دیر تھی۔ کہ چاروں اور سے بادل چھا گئے۔ اور ایسی برفباری شروع ہوئی۔ لوگوں کا آمد و رفت تو درکنار۔ پرندوں کو گھونسلوں سے سرکنا دوبھر ہو گیا۔ درخت زیر و زبر ہو گئے۔ الک صاحبہ پھر انتردھیان ہوئے۔ دوبارہ رسم داہ کریا کی تیاری کیگئی۔ ذیشان بمان بنایا گیا۔ پھولوں اور ریشمی کپڑوں سے سجایا گیا۔ سونا چاندی بیحد و بسیار نثار ہوا۔ بید پران پڑھتے پڑھتے شمشان بھومی تک بصد مشکل پہنچایا۔ وہاں چادر اٹھائی۔ تو بجز تختہ و کفن اور چند پھول کے کچھ نہ پایا۔ یہ دیکھ کر سب کو اسچرج ہوا۔ اور یہ عظمت دیکھ کر سب شادان و خندان ہوئے۔ اور الک صاحبہ کی استوتی اور سوگوتی کرنے لگے۔

(نوٹ) جب سرکاری فوج واپس گئی۔ تو سردار کشمیر نے اُن جھوٹے افواہ پھیلانے والوں کو مجرم قرار دیا۔ بولو شری الک صاحبہ کی جے۔ اوم شانتی۔

پنڈت بالم ور کو دہلی میں درشن دینا

شری الک صاحبہ نے اگرچہ ظاہری طور دیہانت کیا۔ مگر وہ زندہ جاوید

مانی جاتی ہے۔ جس ذی حیات نے ماض کو اسی جنم میں گیان پراپت ہو۔ تو و زندہ جاوید ہے۔ الک صاحبہ نے بعد دیہانت کے بھی بہت سے بھگتوں کو پرتھکش درشن دئے۔ اسوقت پنڈت بالہ جو در جولطور حضور نویسی دہلی میں کام کرتے تھے۔ الک صاحبہ نے اسے درشن فیض درشن سے کرتارتھ کیا۔ اور کہا۔

میں اب چھوڑتی ہوں یہ شہر عیاں :: وطن اب بناتی ہوں ملک نہاں
دل خود بجالاو خورسند ہو :: بپابندے خود تو پابند ہو
بصورت اگر تجھ سے ہوں میں جدا :: حقیقت میں تیری ہوں میں سدا
بہر دم رہو میرے تلقین پر :: کھلیگا یہ باغ خزاں سرلسبر

الک صاحبہ یہ کہکر ادرشٹ ہوئی ::

گوالے کو درشن :- ایک گوالہ جو مسکام سے ہر روز الک صاحبہ کیلئے دودھ لایا کرتا تھا۔ وہ انکے انتردھیان ہونے سے بے خبر تھا حسب معمول دودھ لیکر آرہا تھا۔ کہ ناگہ سندھ پر سے ملاقات دی۔ اور دودھ پیکر اپنے اصلی راز سے واقف کیا۔ گوالہ پریم کا متوالہ ان کی جدائی برداشت نہ کرکے چرنوں پر سر رکھا۔ اور رونے لگا۔ بھوانی اسکے سچے پریم سے اور بھی خوش ہوئی۔ اور سچی راہ دکھا کر ہرا کیا +

دوسرے بھگت کو درشن :- ایک ہندو بھگت جو بہت مدت کے بعد لداخ سے سرینگر آرہا تھا۔ سوپور پہنچکر الک صاحبہ کے درشن کی تپش بڑھنی گئی۔ مال و اسباب سوپور رکھ کر پیدل بطرف واسکور روانہ ہوا۔ الک صاحبہ آپکا سچا پریم دیکھ کر سمبل میں بمقام سند کیشو رجی اسے درشن دی۔ وہ تعظیم بجالایا۔ آپمیں بہت کچھ بات چیت ہوئی۔ یہ شخص بھی ان کے انتردھیان سے غیر محرم تھا۔ وہ بھی پاما سیدھا سرینگر روانہ ہوا۔ مگر خوش نصیب۔ اسے پرتھکش درشن ملی۔ سرینگر پہنچکر اسکو سب حال معلوم ہوا بہت اشچرج مانا۔ اور اپنے کو سراہنے لگا۔ خاندان در کو انکے اس شوبہ درشن سے مطلع کیا

نمونہ کلام :- اُنکی روحانی کریا - اور نتیجہ عمل عوام کی فہم فراست سے بالاتر ہے - ان کا کلام رندانہ ہے - بلکہ گیان سے پورن ہے - کئی زبانوں میں آشکارا ہے - (۱) سنسکرت -

ओं सहस्र सर्वत्रव्यापी सहत विचारं बहु बल संबद्ध एक त्वं स्वयम्भू: परमाकारी मन्तुमस्ये दृष्टे निवारहस तली परमागती।

کشمیری + سنسکرت :- کریا کرے سروہ روگا ہرے - گیانی ژہال فرے - تان تان وسرے - سادھی دہ سُمر - سوی اگنہ وتراکھنڈ یگن کرے - اگن پر جالے - گیتا پڑھے - لیے چھنے کپال ہوچی گوپال جی ناٹ کرے - گوپی سہاے ؛

اردو ملاوٹ :- سنتوکھ سماودھ ایکاسن میں لگایا - پریم کا درڑھ کیا - والہ واشی اکھیاں کا جوت سروپ کیا کروں - بہر سے تا نیتر سے سو گھشم روپ دکھایا - تمرے اگیا سے تمرے چرن ہردے میں لیایا - اپنی گھر آیا - آپ سوامی جو مجھ میں تھا - سو اب ناہیں - یہ بدھ آیا ہمت گروکی بڑھائی - جس گرو نے ویا بہت

ندیم کر لصبور دوری از ہجر م مثال - لیک در معنی ہمین دری وصال + در حریم نیت بار خودی بت وصل ما با یکسی خود پرستا + خود فروشی باب این بذا نیست - خود فروشاں را دریں جا بار نیست + دیکھو اسکی چھٹی بنام جالہ آیر

پرارتھنا

ازل کے نور سے پیدا ہوئی وہ شارکا دیوی ؛ ہوئی ظاہر عناصر میں جگت امبا تنش روپی
کریا کراے الکن سوامی کہیں تا چیز ہوں عنفر ؛ گیا جھکا ہر جھگڑوں کا بنا دل میرا روشن تر
جھگڑ کیا ہر پکڑ دھکڑ زن و فرزند و مال و فرش ؛ کہ ہر صورت عناصر کی لیسیل ہونت و نادکر
ہوئی پورن اچھا میری کرپا سے شری الک سوامی ؛ ہوا رنج و الم کافور کر و شنکر الک دلبر

بولو شری الک زادم شاہتم صاحبہ کی جے -

ملنے کا پتہ - (۱) لکھمی ناولی کمپنی سرینگر - (۲) منشی رگھناتھ در جیہ کدل سرینگر ؛